سجدے میں دعا مانگنے کے بارے میں مختلف احکام

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سجدے میں دعائیں مانگنی چاہئیں؟ اور کیا فرض نماز کی جماعت کے دوران یہ دعائیں مانگ سکتے ہیں؟ نیز کیا یہ دعائیں، جیسے يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ، وغیرہ سجدے میں مانگ سکتے ہیں؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال کے تین جز ہیں، تینوں کے بالترتیب جوابات ملاحظہ کیجیے:

(1) سجدے میں دعا کی شرعی حیثیت،

(2) نماز میں اور بالخصوص جماعت کے دوران سجدے میں امام و مقتدی کے دعا مانگنے کا حکم،

(3) کونسی دعائیں سجدے میں کی جا سکتی ہیں؟

(1) سجدے کی حالت میں بندے کو جس قدر قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے وہ کسی اَور حالت میں نہیں ہوتا اور یہ حالت قبولیتِ دعا میں خاص تاثیر رکھتی ہے، اسی لیے حدیث پاک میں سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں اور دعائیں کرنے، حاجتیں مانگنے کی ترغیبات موجود ہیں، لہٰذا اگر ممانعت کی کوئی وجہ نہ ہو، مثلاً مکروہ وقت نہ ہو، تو سجدہ کرنا اور اس میں اللہ کریم سے دعائیں کرنا بلاشبہ جائز عمل ہے، اس میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ نماز کے علاوہ سجدہ کرنا ہو تو سجدہ شکر کی نیت کر لی جائے پھر اس سجدے میں جتنی چاہیں دعائیں کر لیں، تاہم مطلق سجدے کی نیت کر لی، تب بھی احناف کے نزدیک سجدہ بلا کراہت درست ہے، (نماز کے سجدے میں دعا کی تفصیل ذیل میں ہے)۔

(2) فقہائے احناف نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ فرض و واجب نماز ادا کرتے ہوئے رکوع و سجود کی تسبیحات کے علاوہ کوئی اور دعا نہ پڑھنا مسنون ہے، البتہ تنہا نوافل پڑھنے والا دعائیں پڑھے، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اس

لیے کہ احادیث طیبہ میں جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سجدے میں مختلف دعائیں مانگنا منقول ہے، وہ تمام احادیث نوافل پر محمول ہیں، یعنی منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) جب نفل پڑھ رہا ہو، تو وہ جس قدر چاہے، نماز کے سجدے میں دعائیں مانگ سکتا ہے، لہٰذا جماعت کے دوران امام و مقتدی بھی سجدے میں دعائیں نہیں پڑھیں گے کہ دعائیں مانگنے کا حکم تنہا نفل پڑھنے والے کے لیے ہے، بلکہ اگر امام کے اس عمل سے قوم مشقت اور تکلیف میں پڑے، تو اس کا حکم مزید سخت ہو جائے گا۔

اس مسئلہ کے چند فقہی نظائر یہ ہیں کہ (۱) دو سجدوں کے درمیان طویل دعا تنہا نفل پڑھنے والے کے علاوہ سب افراد کے لیے مکروہ ہے، خواہ وہ جماعت میں شامل امام، مقتدی ہوں یا تنہا فرض ادا کرنے والے، سب کے لیے مکروہ قرار دی گئی ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کی صراحت فرمائی۔

(۲) اسی طرح ثنا کے موقع پر طویل دعائیں اور ثنا پر مشتمل کلمات کہنے کی اجازت صرف نوافل میں ہے، جس کی تائید خود حدیث پاک سے ہوتی ہے، لہٰذا یہاں سجدے کے متعلق بھی یہی حکم ہوگا کہ سجدے میں دعائیں تنہا نفل پڑھنے والے کے لیے ہیں۔ امام و مقتدی جماعت کے دوران سجدوں میں دعائیں نہیں پڑھ سکتے۔

(3) جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ دعائیں "یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ" اور "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" وغیرہ سجدے میں مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں! نفل نماز اور نفلی سجدہ میں بلاشبہ یہ دعائیں مانگی جا سکتی ہیں، البتہ سجدے میں کون کونسی دعائیں مانگی جا سکتی ہیں، اس حوالے سے ضابطہ اور کلیہ یہ ہے کہ نماز کے سجدے میں ہر وہ دعا مانگی جا سکتی ہے جو قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ دعا کرنی ہو، تو ضروری ہے کہ ایسی دعا کی جائے جو کلام الناس (لوگوں کے کلام) کے مشابہ نہ ہو، یعنی (کلام الناس سے مراد یہ ہے کہ) ایسی دعا نہیں کر سکتے ہیں جس کا بندوں سے مانگنا محال نہیں (مثلاً: "اللّٰھم زوجنی فلانۃ" یعنی اے اللہ! میری فلاں عورت سے شادی کر دے، یا "اَللّٰھم ارزقنی بقلا و قثاء و عدسا و لحما" یعنی اے اللہ! مجھے ساگ، ککڑی، مسور اور گوشت کا رزق عطا فرما۔ یہ کلام الناس کے مشابہ ہے، یعنی ایسی چیز ہے جو بندوں سے مانگنا محال نہیں، بلکہ مانگی جا سکتی ہے، لہٰذا ایسی دعا نہیں کر سکتے، البتہ مطلق رزق کی دعا کر سکتے ہیں، جیسے "اللّٰھم ارزقنی" یعنی یا اللہ! مجھے رزق عطا فرما۔ یونہی یہ دعا بھی کر سکتے ہیں کہ "اَللّٰھم اغفر لعمی او لعمرو" یعنی اے اللہ! میرے چچا یا عمرو کی بخشش کر

دے، تو یہ کلام اگرچہ قرآن و حدیث میں نہیں، مگر ایسی بات ہے جو بندوں سے نہیں مانگی جا سکتی، کیونکہ بندوں سے مغفرت کا سوال کرنا محال ہے، اس لیے کہ بخشش رب تبارک و تعالیٰ کی ذات ہی فرماتی ہے۔ لہٰذا یہ دعا کی جا سکتی ہے۔
نیز نماز کے سجدے میں دعا کرتے ہوئے یہ بات بھی ملحوظ ہونا ضروری ہے کہ جو شخص عربی میں دعا اور اذکارِ نماز پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو، اُسے عربی زبان میں پڑھنا لازم و ضروری ہے۔ عربی کے علاوہ کسی اور زبان، مثلاً اردو، فارسی یا انگریزی وغیرہ میں دعا کرنا، ناجائز و گناہ ہے۔
البتہ اگر نماز سے باہر نفلی سجدہ کیا جائے، تو اس میں بھی بہتر یہی ہے کہ عربی زبان میں دعا کی جائے کہ نماز سے الگ سجدہ میں بھی عربی میں ہی دعا کرنا بہتر ہے، تاہم اپنی مادری زبان میں دعا کرنا، ناجائز و گناہ نہیں۔
(1) سجدے میں دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف، سنن ابو داؤد اور دیگر کتب صحاح کی حدیث مبارک ہے: ”عن ابی ھریرۃ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعا“ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ جس حالت میں بندہ رب کے قریب ہوتا ہے وہ سجدے کی حالت ہے، لہٰذا سجدے میں زیادہ دعا مانگا کرو۔ (سنن ابو داؤد، جلد 1، صفحہ 231، مطبوعہ المکتبۃ العصریہ، بیروت)
اس حدیث پاک کے تحت علامہ بدرالدین عینی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 855ھ/1451ء) ”شرح سنن ابی داؤد“ میں اور علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) ”مرقاۃ“ میں لکھتے ہیں، و اللفظ للاول: ”لانہ حالۃ تدل علی غایۃ تذلل واعتراف بعبودیۃ نفسہ وربوبیۃ ربہ، فکانت مظنۃ اجابۃ فلذلک امر علیہ السلام باکثار الدعاء فی السجود“ یعنی چونکہ سجدے کی حالت انتہائی عاجزی پر اور اپنے آپ کے بندہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر دلالت کرتی ہے، لہٰذا یہ حالت (سجدہ) قبولیت دعا کا سبب ہے، اسی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدوں میں زیادہ دعا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ (شرح سنن ابی داؤد، جلد 4، صفحہ 82، مطبوعہ ریاض)
علامہ حسین بن محمود شیرازی مُظْہِری حَنَفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 727ھ) لکھتے ہیں: ”واذا اقرب من ربہ یکون دعاؤہ مقبولا، لأن الحبیب یحب حبیبہ المطیع ویقبل مایقول ویسأل“ ترجمہ: اور جب بندہ اپنے رب کا

قرب پالیتا ہے تو اس کی دعا مقبول ہوتی ہے، کیونکہ حبیب اپنے اطاعت گزار حبیب سے محبت فرماتا اور جو وہ کہتا اور مانگتا اسے (قبول فرما کر) عطا فرماتا ہے۔ (المفاتیح شرح المصابیح، باب السجود و فضلہ، جلد2، صفحہ 151، مطبوعہ دار النور)

مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: "یعنی رب تو ہم سے ہر وقت قریب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں، البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے، لہٰذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں، مانگ لیں۔ بعض لوگ سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے ہیں یعنی دعا کے لئے سجدہ کرتے ہیں، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔" (مراۃ المناجیح، جلد2، صفحہ 81، قادری پبلشرز لاھور)

"احسن الوعاء لآداب الدعاء" میں ہے: "ادب ۱۰، ۱۱، ۱۲: "دعا کے وقت باوضو، قبلہ رُو، مُؤدّب (باادب) دوزانو بیٹھے یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔ قال الرضا: یا بہ نیتِ شکرِ توفیقِ دعا والتجاء اِلَی اللہ، سجدہ کرے کہ یہ صورت سب سے زیادہ قُربِ رب کی ہے، قالہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔" (یعنی یہ بات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔)" (فضائل دعا، صفحہ 62، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مکروہ وقت میں سجدہ شکر اور نفلی سجدہ نہیں کرسکتے، جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "ویکرہ أن یسجد شکرا بعد الصلاۃ في الوقت الذي یکرہ فیہ النفل ولا یکرہ في غیرہ، کذا في القنیۃ" ترجمہ: نماز کے بعد سجدۂ شکر کرنا ان اوقات میں مکروہ ہے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے اور اس کے علاوہ دیگر اوقات میں مکروہ نہیں، یونہی قنیہ میں ہے۔ (فتاوی ھندیہ، جلد1، صفحہ 136، دار الفکر، بیروت)

(2) فرض وواجب کے رکوع و سجود میں تسبیحات کے علاوہ کچھ نہ پڑھنا مسنون ہے، چنانچہ علامہ علاؤالدین حَصْکَفِی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں: "ولیس بینھما ذکر مسنون، وکذا لیس بعد رفعہ من الرکوع دعاء، وکذا لا یأتي في رکوعہ وسجودہ بغیر التسبیح علی المذھب وما ورد محمول علی النفل" ترجمہ: اور دو سجدوں کے درمیان کوئی مسنون ذکر (ودعا) نہیں ہے، اسی طرح رکوع سے اٹھنے کے بعد (قومہ میں) کوئی دعا سنت نہیں، یونہی رکوع و سجود میں مذہب صحیح کے مطابق تسبیح کے علاوہ کوئی دعا پڑھنا سنت نہیں ہے اور جو احادیث طیبہ میں دعائیں وارد ہوئی ہیں، وہ نفل پر محمول ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت کے تحت علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: "الحمل المذکور صرح بہ المشایخ في الوارد في الرکوع والسجود" ترجمہ: نفل پر محمول کرنے کی

صراحت مشائخ کرام نے رکوع و سجود کے بارے میں آنے والی حدیثوں کی فرمائی ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد 1، صفحہ 212، 213، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یونہی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر میں ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، جلد 2، صفحہ 192، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

احادیث طیبہ میں جو دعائیں وارد ہوئیں، وہ تنہا نوافل میں پڑھنا مستحب ہے، چنانچہ علامہ عبد الرحمن بن محمد عمادی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 978ھ/1570ء) "ہدیہ ابن العماد" میں لکھتے ہیں: "ویستحب ان یزید فی اذ کار صلاۃ النوافل مما ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی مستحب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو اوراد ثابت ہوئے، ان کو نوافل کے اذکار میں شامل کرے۔ (ھدیہ ابن العماد مع نھایۃ المراد، صفحہ 673، مطبوعہ دار ابن حزم، دمشق)

لہذا جماعت کے دوران امام و مقتدی بھی سجدے میں دعائیں نہیں پڑھ سکتے، جیسا کہ جلسہ (دو سجدوں کے درمیان) میں کوئی مسنون دعا نہیں اور طویل دعائیں امام و مقتدی سب کے لیے مکروہ قرار دی گئی، چنانچہ دو سجدوں کے درمیان دعا پڑھنے کے متعلق اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) سے سوال ہوا تو آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے ارشاد فرمایا: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرلی" کہنا امام و مقتدی و منفرد سب کو مستحب ہے **اور زیادہ طویل دعا سب کو مکروہ، ہاں! منفرد کو نوافل میں مضائقہ نہیں۔** (فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 182، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، لاہور)

مسنون اذکار کے علاوہ دعاؤں وغیرہ کا نوافل میں پڑھنے پر محمول ہونا حدیث پاک سے ہی ماخوذ ہے، چنانچہ نماز میں معروف ثنا پڑھنے کے بعد دیگر اوراد اور دعاؤں کے متعلق حدیث پاک نقل کرنے کے بعد شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بخاری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1052ھ) لکھتے ہیں: "ما روی سوی ذلک فھو محمول علی التھجد بل مطلق النوافل لما ثبت فی صحیح ابی عوانۃ والنسائی: انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام یصلی تطوعا قال: اللہ اکبر، وجھت وجھی۔۔۔ الی آخرہ، فیکون مفسر الما فی غیرہ بخلاف: سبحانک اللّٰھم، فانہ المستقر علیہ فی الفرائض" یعنی اس (سبحانک اللّٰھم) کے علاوہ جو اوراد مروی ہیں وہ تہجد بلکہ مطلق نوافل پر محمول ہیں، کیونکہ صحیح ابو عوانہ اور سنن نسائی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نفل نماز ادا فرماتے، تو کہتے: اللہ اکبر، وجھت وجھی۔۔۔ عبارت کے آخر تک (یعنی یہ دعا پڑھی: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيفاً وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذَلِكَ

أُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِینَ)۔ تو یہ حدیث دیگر حدیثوں کی مُفسِر ہے، برخلاف "سبحانک اللّٰھم "(معروف ثنا) کے کہ فرائض میں صرف وہی پڑھی جائے گی۔ (لمعات التنقیح، جلد2، صفحہ563، مطبوعہ دارالنوادر، دمشق)

مذکورہ جزئیہ میں موجود روایت سنن نسائی، مشکوۃ المصابیح اور دیگر کتبِ احادیث میں بھی موجود ہے، جس سے یہ بات بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ عمومی اذکارِ نماز کے علاوہ دیگر دعائیں وغیرہ نوافل پر محمول ہیں۔

یونہی علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "ظاهره يؤيد مذهبنا المختار ان يقرا بوجهت وجهی فی النوافل والسنن" ترجمہ: اس حدیث پاک کا ظاہر ہمارے مختار مذہب کی تائید کرتا ہے کہ "وجهت وجهی۔۔" (دعا) نوافل وسنن میں پڑھی جائے گی۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد2، صفحہ504، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: "تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنا میں "وجل ثناؤک" غیر جنازہ میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار جو احادیث میں وارد ہیں، وہ سب نفل کے لئے ہیں۔" (بہار شریعت، جلد1، حصہ3، صفحہ523، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(3) **نماز کے سجدہ میں کی جانے والی دعاؤں کی تفصیل کے متعلق** تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار میں ہے: "(ودعا بالعربية، وحرم بغيرها۔۔(بالأدعية المذكورة في القرآن والسنة، لا بما يشبه كلام الناس) اضطرب فيه كلامهم... والمختار كما قاله الحلبي أن ما هو في القرآن أو في الحديث لا يفسد، وما ليس في أحدهما إن استحال طلبه من الخلق لا يفسد، وإلا يفسد... فلا تفسد بسؤال المغفرة مطلقا ولو لعمي أو لعمرو، وكذا الرزق ما لم يقيده بمال ونحوه لاستعماله في العباد مجازا، ملخصاً" ترجمہ: اور دعا عربی میں کی جائے گی، غیرِ عربی میں حرام ہے اور وہی دعائیں مانگی جا سکتی ہیں، جو قرآن وسنت میں مذکور ہیں اور لوگوں کے کلام کے مشابہ نہ ہوں۔ کلام الناس کی تشریح میں علما کا کلام مختلف ہے اور مختار وہ ہے جو علامہ حلبی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ جو قرآن و حدیث میں دعائیں ذکر ہوئی ہیں، ان کو پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں ہے، تو اگر اس کا مخلوق سے مانگنا محال ہے، تو نماز فاسد نہیں ہوگی، ورنہ فاسد ہوجائے گی، لہٰذا مغفرت کا سوال کرنے سے مطلقا نماز فاسد نہیں ہوگی، اگرچہ یہ کہے "لعمی اولعمرو" یونہی رزق کی دعا کی جا سکتی ہے جب تک کہ اسے مال یا ایسی چیز کے ساتھ مقید نہ کر دیا جائے، جو بندوں کے لیے مجازاً استعمال ہوتی ہو۔

اس کے تحت ردالمحتار میں امثلہ ذکر کرتے ہوئے لکھا : ”(قولہ إن استحال طلبه من الخلق) كاغفر لعمي أو لعمرو فلا يفسد وإن لم يكن في القرآن (قوله وإلا يفسد) مثل اللّٰهم ارزقني بقلا وقثاء وعدسا وبصلا، أو ارزقني فلانة ... (قوله مطلقا) أي سواء كان في القرآن كاغفرلي أو لا كاغفر لعمي أو لعمرو لأن المغفرة يستحيل طلبها من العباد {**ومن يغفر الذنوب إلا الله**}“ یعنی (شارح کا قول کہ اگر اس کا مخلوق سے مانگنا محال ہو) جیسا کہ یہ دعا کرنا اے اللہ! میرے چچا اور عمرو کی بخشش فرما، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، اگرچہ یہ قرآن میں نہیں ہے۔ شارح کا قول : ورنہ فاسد ہو جائے گی، مثال کے طور پر یہ دعا کرنا "اے اللہ! مجھے ساگ، ککڑی، مسور اور پیاز کھلا، یا یہ کہنا "یا اللہ! مجھے فلاں عورت عطا فرما۔ شارح کا قول : مطلق بخشش کی دعا۔ یعنی خواہ وہ قرآن میں ہو، جیسے "اغفرلی" یا نہ ہو، جیسے اغفرلعمی اولعمرو، کیونکہ بندوں سے بخشش مانگنا محال ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : {**ومن يغفر الذنوب إلا الله**} اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ (تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار، جلد 2، صفحہ 233، 234، 237، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

نماز میں غیر عربی میں دعا کے متعلق علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں : ”أما بقية أذكار الصلاة فلم أر من صرح فيها بالكراهة سوى ما تقدم، ولا يبعد أن يكون الدعاء بالفارسية **مكروها تحريما في الصلاة و تنزيها خارجها**“ ترجمہ : بہر حال اذکارِ نماز تو میں نے گزشتہ مقام کے علاوہ کراہت کے متعلق کسی کی بھی صراحت نہیں دیکھی اور یہ کوئی بعید بھی نہیں کہ **نماز میں فارسی میں دعا کرنا مکروہ تحریمی ہو۔** (ردالمحتار مع الدر المختار، جلد 2، صفحہ 286، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار کی اس عبارت ”مكروها تحريما في الصلاة“ کے تحت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں : ”اقول: يؤيده ان القصر على العربية مواظب عليه، ولم يثبت تركه ولو مرة فكان اية الوجوب“ ترجمہ : میں کہتا ہوں : اسی بات کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عربی پر ہی اکتفا کرنا اور اسی پر ہمیشگی اختیار کرنا اور ایک مرتبہ بھی اس کو ترک نہ کرنا، عربی میں دعا کرنے کے وجوب کی نشانی ہے۔ (جد الممتار، جلد 3، صفحہ 223، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : Fsd-9311

تاریخ اجراء : 27 شوال المکرم 1446ھ/26 اپریل 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net